میں ہونے والے اکلوتے ریفرنڈم میں گھنٹوں لائن میں کھڑے رہنے کے بعد ووٹ ڈالے گئے، تب بھی ووٹوں کا تناسب ۶۶ء۷ فی صد ہوسکا تھا۔ آیندہ دستوری ریفرنڈم میں مرضی کے نتائج کے حصول کے لیے ایک خصوصی اہتمام یہ بھی کیا گیا ہے کہ ووٹوں کی گنتی پولنگ سٹیشن پر ہی کرنے کے بجاے، بیلٹ باکس الیکشن کمیشن لے جائیں گے اور وہاں ''خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ'' کی مثال تازہ کی جائے گی۔ ریفرنڈم کے لیے ۱۴ اور ۱۵ جنوری کی تاریخیں رکھی گئی ہیں۔ میدان رابعہ میں ۱۴ راگست کو قیامت صغریٰ برپا کرنے کے ٹھیک پانچ ماہ بعد یہ دستوری نمک پاشی کسی طور فوجی حکمرانوں کے حق میں نہیں جائے گی، لیکن جب حماقت ہونا ہو، تو قدرت اسی طرح مت مار دیتی ہے۔

اسی طرح کی ایک اور سنگین حماقت اخوان کو دہشت گرد قرار دینا ہے۔ جنرل سیسی کے متعین کردہ وزیراعظم حازم السیلاوی نے ابھی چند روز قبل ہی کہا تھا: ''اخوان کو دہشت گرد قرار دینا کابینہ کا کام نہیں۔ یہ اس کے دائرۂ اختیار میں نہیں آتا ہے۔ اگر ایسا ہونا بھی ہے تو یہ کام عدالتوں کے ذریعے ہوگا وگرنہ ہم ایک بے قانون ریاست شمار ہوں گے''۔ پھر اچانک دقہلیہ شہر میں پولیس اسٹیشن پر دھماکا کروایا گیا اور اسی وزیراعظم اور اس کی کابینہ نے اخوان کو دہشت گرد قرار دینے کا اعلان کردیا۔ ساتھ ہی ۱۰۵۵ ررفاہی اداروں پر پابندی لگاتے ہوئے ان کے اکاؤنٹ منجمد کردیے حالانکہ ان سب کا تعلق اخوان سے نہیں ہے۔ اس فیصلے سے گویا لاکھوں غریب اور محتاج موت کی وادی میں دھکیل دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک رفاہی ادارہ ۵ لاکھ یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کررہا تھا۔

● **حیرت ناک منظر**: تمام تر مظالم اور قتل و غارت کے باوجود ان گذشتہ پانچ ماہ میں اخوان کی تحریک ایک روز کے لیے بھی نہیں رکی۔ روزانہ، بلاناغہ مظاہرے ہوتے ہیں۔ گرفتاریاں، سزائیں اور شہادتیں بھی ہورہی ہیں لیکن ہر آنے والا دن تحریک کو کمزور نہیں مزید توانا ہی کررہا ہے۔ گذشتہ ماہ اسکندریہ کی ۲۱ نوعمر بچیوں کو ۱۱،۱۱ سال قید کی سزا اس کی ایک واضح مثال ہے۔ پھولوں کا تقدس لیے اُمت کی یہ بیٹیاں سروں پر سفید سکارف اوڑھے اور قیدیوں کا سفید لباس پہنے آہنی پنجرے میں عدالت لائی گئیں۔ جج صاحب نے ''انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے'' بلا کسی سماعت، بلا کسی تحقیق کے، سب معصوم بچیوں کو ۱۱،۱۱ برس قید کی سزا سنادی۔ اتنی کڑی سزائیں سن کر تو بچیوں اور ان کے اہل خانہ کی دنیا اندھیر ہوجانا چاہیے تھی۔ لیکن ہنستے، مسکراتے ان بچیوں

نے سزائیں سنیں اور پھر وقار سے سرشار مسکراہٹوں کے ساتھ، معصوم پریوں کی یہ قطار جیل کی لاریوں میں سوار ہوکر جیل سدھار گئی۔ ان سزاؤں اور بچیوں کی عزیمت نے گویا پوری تحریک میں نئی بجلیاں بھر دیں۔ ملک کے اندر ہی سے نہیں پوری دنیا سے سیسی عدالتوں پر تھوتھو کی گئی۔ اگلے ہی ہفتے بچیوں کو ایک دوسری عدالت میں پیش کرتے ہوئے سات بچیوں کو ۱۸ سال سے کم عمر ہونے کے باعث بری کر دیا گیا۔ اور۱۴ کی سزا ایک ایک سال کرتے ہوئے اور اس پر عمل درآمد رکواتے ہوئے رہائی کا اعلان کر دیا گیا۔

اسکندریہ یونی ورسٹی میں فزکس کی لائق ترین طالبہ ''روضہ شلبی'' بھی انھی سزا یافتہ پھولوں میں شامل تھی۔ اس کی والدہ بتا رہی تھیں کہ میں نے سزاؤں کے اعلان کے بعد روضہ کو عدالتی پنجرے میں ہنستے ہوئے دیکھا تو سمجھی کہ میری معصوم بیٹی کو شاید معلوم ہی نہیں ہوسکا کہ کتنی خوف ناک سزا سنادی گئی ہے۔ رہائی کے بعد میں نے پوچھا: روضہ! کیا تمھیں پتا تھا کہ جج نے کتنی سزا سنادی ہے؟ ہاں، امی معلوم تھا۔ تو پھر ہنس کیوں رہی تھیں؟ امی بس عدالت اور پولیس کے سامنے بے اختیار ہنس دی۔ مجھے محسوس ہوا ہنسی میرے دل سے نکل رہی ہے کیونکہ اس سے دل کا سارا بوجھ اُتر گیا۔ یہ یقین بھی مزید مضبوط ہوگیا کہ اللہ کا ارادہ ان سب پر غالب ہوگا، ان شاء اللہ۔ لیکن امی جیل میں تنہا ہوئی تو، آنسوؤں کا دھارا بے اختیار بہہ نکلا تھا۔ مجھے اپنے ملک میں ظلم کی انتہا پر رونا آیا کہ یہ مظالم کب تک اور کیوں کر ہوتے رہیں گے''!

رب کی رحمت وقدرت، جلادوں کی خواہش پر غالب آئی اور سیسی حکومت منہ کالا کروانے اور عوامی تحریک کو مزید مضبوط کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ کر پائی۔ مزید حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عدالت نے دھمکی دی تھی کہ اگر دوبارہ کوئی حرکت کی تو پھر گرفتار کرلیں گے اور آیندہ کوئی معافی نہیں ملے گی۔ جیل سے رہائی پاتے ہی سب معصوم بچیوں نے گروپ کی صورت میں چار انگلیوں سے رابعہ کا نشان بناتے ہوئے با آواز بلند اعلان کیا ہم نے پہلے بھی اپنے حقوق کے لیے مظاہرے کیے تھے، آیندہ بھی ہمیں اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ایک بچی نے کہا: لَسْنَا نَادِمَاتٍ وَلَا خَائِفَاتٍ لِأَنَّنَا عَلَى الْحَقِّ وَسَنَنْتَصِرُ فِي الْآخِيرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهِ، ''ہم نہ تو نادم ہیں نہ خوف زدہ کیوں کہ ہم حق پر ہیں اور نصرت بالآخر ہمیں ہی ملنا ہے''۔

امریکا افغان دوطرفہ سیکیورٹی معاہدہ

عالم گیر آفریدی

امریکا اور افغانستان کے درمیان طے پانے والا معاہدہ بنیادی طور پر مئی ۲۰۱۲ء میں ان دونوں ممالک کے درمیان طے پانے والے تزویراتی معاہدے کا تسلسل اور چربہ ہے جس میں زیادہ تر زور امریکا کی افغانستان میں فوجی موجودگی اور اگلے ۱۰ سال تک افغانستان کے اندرونی اور بیرونی حالات پر اثرانداز ہونے پر دیا گیا ہے۔ اس دوطرفہ سیکیورٹی کے معاہدے کے مندرجات پر شق وار جائزے سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ یہ معاہدہ امریکی مفادات کے تحفظ اور اس خطے میں آیندہ برسوں میں امریکی عزائم کی نشان دہی کرتا ہے، نیز جس طرح سے افغانستان کی خودمختاری اور مفادات کو مجروح کیا گیا ہے وہ بھی واضح ہوجاتا ہے۔ خدشہ ہے کہ اگر اس معاہدے پر عمل درآمد ہوا تو یہ آیندہ برسوں میں خطے میں ایک نئی جنگ، خوں ریزی اور فساد کا سبب بنے گا۔ ذیل میں معاہدے کا شق وار جائزہ پیش ہے۔

یہ معاہدہ ۲۶ آرٹیکلز (شقوں) پر مشتمل ہے۔ اس کے ابتدائیے میں امریکا اور افغانستان کے درمیان دوطرفہ تعلقات کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے، جب کہ دیگر نکات میں اس معاہدے کے مختلف پہلوؤں کو زیربحث لایا گیا ہے۔ اس معاہدے کے آغاز میں کہا گیا ہے کہ یہ معاہدہ مئی ۲۰۱۲ء میں طے پانے والے تزویراتی شراکتی معاہدے کے تسلسل میں طے کیا گیا ہے۔ نیز یہ معاہدہ امریکا اور افغانستان کے درمیان دیرپا امن، حفاظت، استحکام اور ادارہ جاتی تعاون کی بنیاد پر طے پایا ہے جس کا مقصد افغانستان کی سماجی ترقی اور علاقائی تعاون کے لیے مشترکہ طور پر کام کرنا ہے۔ یہ معاہدہ باہمی احترام اور مشترکہ مفادات کے حصول پر مبنی ہوگا۔ اس معاہدے کے

پہلے آرٹیکل میں معاہدے میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تشریح اور وضاحت کی گئی ہے۔ آرٹیکل (۲) میں اس معاہدے کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ان اغراض و مقاصد کے مطابق فریقین بہتر تعاون کے ذریعے امن و استحکام اور دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لیے مشترکہ طور پر بین الاقوامی امن کے قیام کے لیے کام کریں گے۔آرٹیکل (۲) کی ذیلی شق (۴) میں کہا گیا ہے کہ القاعدہ اور اس سے منسلکہ گروہوں کی شکست دونوں فریقوں کا مشترکہ ہدف ہوگا۔

امریکا ایک نہیں کئی بار اس بات کا فخریہ اعلان کر چکا ہے کہ اس نے افغانستان سے القاعدہ اور اس سے منسلکہ گروہوں کا صفایا کر دیا ہے۔اسی طرح امریکی صدر باراک اوباما اپنی کئی نشریاتی تقریروں میں امریکی عوام کو افغان جنگ میں کامیابی اور وہاں سے القاعدہ کے خاتمے کی نوید سنا چکے ہیں۔سوال یہ ہے کہ اگر افغانستان سے القاعدہ کا مکمل خاتمہ ہو چکا ہے تو پھر امریکا افغان حکومت کے ساتھ مل کر اگلے ۱۰ برسوں تک افغانستان میں کون سی القاعدہ کے خلاف مشترکہ کارروائیاں کرنا چاہتا ہے۔اس شق سے امریکی عزائم کا صاف پتا چلتا ہے کہ القاعدہ محض بہانہ ہے۔امریکا کا اصل ہدف کچھ اور ہے۔

اس معاہدے کے آرٹیکل (۳) میں قوانین کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔جس کی ذیلی شق (۱) میں کہا گیا ہے کہ امریکی افواج اور ان کے ٹھیکے داروں پر افغان آئین اور قوانین کی پابندی لازمی ہوگی۔آرٹیکل (۳) کی ذیلی شق (۲) میں کہا گیا ہے کہ اس معاہدے کے دونوں فریق افغانستان کی خودمختاری کا پاس رکھیں گے۔ان شقوں سے متعلق یہ سوال ہر افغانی کی زبان پر ہے کہ کیا امریکا نے اب تک کسی بھی موقع پر افغانستان کے آئین اور خودمختاری، نیز بین الاقوامی قوانین کا احترام کیا ہے، جو وہ اب ان کی پابندی کرے گا۔کیا امریکا اس حقیقت کو جھٹلا سکتا ہے کہ اس کے ہاتھوں اب تک ہزاروں بے گناہ اور معصوم افغان شہری جن میں کم سن بچے، خواتین اور بزرگ شامل ہیں امریکی بمباری اور ڈیزی کٹر بموں کا نشانہ بن چکے ہیں۔مساجد، مدارس، حتیٰ کہ بارات اور جنازے بھی امریکی درندگی کا نشانہ بننے سے محفوظ نہیں رہے۔ایسے میں اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ افغانستان میں اگلے ۱۰ سال تک متعین ہونے والی ہزاروں امریکی افواج کے ہاتھوں عام افغانیوں کی عزت وآبرو اور جان و مال محفوظ رہے گا۔

زیربحث امریکی افغان دوطرفہ سیکورٹی معاہدے کا آرٹیکل (۴)، افغان افواج اور سیکیورٹی فورسز کی استعدادکاری اوران کی تربیت اور ترقی سے متعلّق ہے۔ یہ اس معاہدے کا سب سے طویل اور بصراحت بیان ہونے والا حصّہ ہے جس میں زیادہ تر زور افغان نیشنل آرمی جسے امریکا گذشتہ کئی برسوں سے تیار کرنے میں مصروف ہے کی تربیت اوراس کی عسکری وحربی صلاحیتوں کے فروغ پر دیا گیا ہے۔ امریکا کی تربیت یافتہ افغان نیشنل آرمی کی اصل حقیقت آئے روز پوری دنیا پر ان خبروں کے منظر عام پر آنے کی صورت میں عیاں ہوتی رہتی ہے کہ آج فلاح مقام پر اتنے افغان فوجی طالبان سے آملے ہیں اور آج فلاں محاذ پر افغان فوجیوں نے امریکی حکام کا حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اسی طرح یہ خبریں بھی کئی دفعہ منظر عام پر آچکی ہیں کہ کسی افغان فوجی کے ہاتھوں اتنے امریکی جہنّم واصل ہوئے۔ باگرام، قندہار، گردیز، جلال آباد اور ہلمند میں کئی ایسے واقعات رونما ہوچکے ہیں جن میں افغان فوجی اہل کاروں کے ہاتھوں امریکی افواج پر کئی قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ ان حقائق کی روشنی میں اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آج امریکا کے زیرتربیت افغان فوجی کل کو امریکا کے مکمل انخلا کی صورت میں طالبان اور حزب اسلامی کے منظّم اور تربیت یافتہ جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت سے سرشار مجاہدین کے سامنے ٹک سکیں گے۔

اس معاہدے کا آرٹیکل (۶) بیرونی جارحیت سے متعلّق ہے۔ اس آرٹیکل کی ذیلی شق (۱) میں افغانستان کے لیے سب سے بڑا خطرہ بیرونی اطراف سے حملہ آور مسلح افراد کی شورش کو قرار دیا گیا ہے جسے افغانستان کی سیاسی اور علاقائی سالمیت کے لیے سب سے بڑے چیلنج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہی وہ شق ہے جس کے متعلّق کہا جاتا ہے کہ اس پر صدر حامد کرزئی کو سب سے زیادہ اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صدر حامد کرزئی اس شق میں افغانستان کے خلاف براہ راست مداخلت یا مسلح شورش کے ساتھ ساتھ افغانستان کے خلاف بیرونی سرزمینوں سے افغانستان میں لڑی جانے والی پراکسی جنگوں میں مبینہ طور پر ملوث افغانستان کے پڑوسی ممالک کے ملوث ہونے کو بھی افغانستان کے خلاف جارحیت کے زمرے میں شامل کرنے کے خواہش مند ہیں۔ بعض رپورٹس کے مطابق حامد کرزئی اس شق کی امریکی افغان معاہدے میں شمولیت کی آڑ میں نام لیے بغیر، جب کہ بعض رپورٹس کے مطابق نام لے کر پاکستان کی افغانستان میں مبینہ مداخلت کو نشان زد کرنا

چاہتے ہیں۔ گو حامد کرزئی کی یہ خواہش تو ان کی مرضی کے مطابق پوری نہیں ہوئی لیکن وہ اس معاہدے پر اب تک دستخط نہ کر کے ہر ممکن طور پر اپنی بات منوانے کے لیے امریکا پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔

زیر بحث معاہدے کے آرٹیکل (۷) میں سہولیات اور استعمال ہونے والے علاقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کی ذیلی شق (۳) میں بصراحت کہا گیا ہے کہ افغان حکومت امریکی افواج کو متفقہ سہولیات اور علاقوں کے استعمال کا حق دیتی ہے۔ ان مخصوص علاقوں میں امریکا کا اپنا حفاظتی انتظام ہوگا۔ بالفاظ دیگر یہ مقامات معاہدے کی حد تک تو افغان سرزمین پر واقع ہوں گے لیکن عملاً یہاں امریکیوں کا راج ہوگا اور یہاں کسی افغانی باشندے کو تو کجا پرندے کو بھی پر مارنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ امریکا کی نظر میں افغانستان کی خودمختاری کا اندازہ اس شق میں ان الفاظ سے ہوتا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ افغان حکومت اگر چاہے تو پیشگی درخواست کے ذریعے ان مخصوص علاقوں کا معائنہ کرسکتی ہے، تاہم ایسا کرتے ہوئے وہ امریکی افواج کے حفاظتی انتظامات اور طریقۂ کار کا پورا پورا احترام کرے گی۔ گویا افغان حکومت کسی بھی شکایت کی صورت میں امریکا کے زیر استعمال کسی بھی افغان علاقے کے معائنے کے لیے نہ صرف امریکا سے پیشگی درخواست کی پابند ہوگی بلکہ اسے امریکی افواج کے حفاظتی انتظامات اور طریقہ کار کا بھی پورا پورا لحاظ رکھنا پڑے گا۔ اس شرط کی توثیق کے بعد بھی اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اس معاہدے میں افغانستان کی خودمختاری کا پاس رکھا گیا ہے تو اس کی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔

آرٹیکل (۷) کی ذیلی شق (۶) میں یہ مضحکہ خیز بات بھی شامل کی گئی ہے کہ امریکی افواج افغانستان کی ماحولیاتی اور صحت سے متعلق اصولوں کا احترام کریں گی۔ افغانستان اور عراق میں انسانیت کا سر شرم سے جھکا دینے والے انسانیت سوز مظالم کے تناظر میں امریکا کا اس دوطرفہ معاہدے میں صحت اور ماحول سے متعلق شق کے شامل کرنے کو کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مترادف قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے اور ویت نام، کوریا، عراق اور افغانستان میں کیمیائی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ نیپام اور ڈیزی کٹر بموں کے بے دریغ استعمال کے بعد امریکا کا افغانستان میں اپنے اگلے ۱۰ سالہ قیام کے دوران وہاں کے ماحول اور صحت کے اصولوں کا پاس رکھنے کا وعدہ دنیا کی آنکھوں میں دھول کے بجائے ریت اور بجری جھونکنے کے مترادف ہے۔

امریکا افغان سیکیورٹی معاہدے کا ایک اور مضحکہ خیز آرٹیکل (۸) ہے جس کے ذیلی شق (۳) میں کہا گیا ہے کہ افغان سرزمین پر امریکی افواج اس کے ٹھیکے داروں کی خریدی ہوئی، درآمد کی ہوئی تمام منقولہ اور غیر منقولہ تنصیبات کی ملکیت امریکا کی ہوگی۔ ان تنصیبات کی کسی بھی ممکنہ انتقال کے لیے امریکی قوانین کو مدنظر رکھا جائے گا، یعنی امریکا کے زیر استعمال ہر طرح کی تنصیبات بشمول زیر استعمال اڈوں پر حق ملکیت امریکا کا ہوگا اور اگر امریکا ان تنصیبات کو کہیں اور منتقل کرنا چاہے گا تو وہ ایسا افغان قوانین کے بجائے امریکی قوانین کے تحت کر سکے گا۔ گویا افغان سرزمین پر افغان قانون کے بجائے امریکی قوانین لاگو ہوں گے جو امریکی افواج کی موجودگی میں افغانستان کی خودمختاری کے دعوے کے منہ پر ایک اور طمانچہ ہے۔ آرٹیکل (۹) جو آلات اور اشیا کی سٹوریج کے بارے میں ہے کی ذیلی شق (۳) میں یہ خوش کن نکتہ بھی شامل کیا گیا ہے کہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے امریکا اپنے کیمیائی، حیاتیاتی اور ایٹمی ہتھیار افغان سرزمین پر ذخیرہ نہیں کرے گا۔ یہ شق اور جملہ اپنے معنی کے اعتبار سے تو بہت خوشنما نظر آتا ہے لیکن امریکی طینت اور اپنے مفادات کے لیے کسی بھی حد تک جانے کی اس کی روش اور تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے بھلا کون امریکا سے یہ پوچھ سکے گا کہ اس نے افغانستان میں اپنے درجن بھر اڈے یہاں سبزیاں اُگانے کے لیے حاصل کیے ہیں اور یہاں جمع شدہ مہلک ترین اسلحہ اور گولہ بارود کیمیائی، حیاتیاتی اور ایٹمی مواد سے پاک ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں میں موجود امریکا کے خطرناک ہتھیاروں اور بلسٹک میزائلوں سے لیس بحری جہاز، ایٹمی آبدوزیں اور زمینی اڈے امریکا نے کس بین الاقوامی قوانین کے تحت بنا رکھے ہیں۔ اس کا جواب امریکا بہادر خود ہی دے سکتا ہے، باقی دنیا اس حوالے سے کچھ کہنے کی پوزیشن میں فی الحال یقیناً نہیں ہے۔

آرٹیکل (۱۰) گاڑیوں اور جہازوں کے نقل وحرکت سے متعلق ہے۔ اس آرٹیکل کی شق (۱) میں کہا گیا ہے کہ امریکا کے فوجی اور سول جہازوں کو افغانستان کی فضائی حدود میں پرواز، لینڈنگ، افواج کی نقل وحمل اور فضا میں ری فیولنگ کی مکمل اجازت ہوگی۔ نیز فضائی حدود کے استعمال اور جہازوں کی پارکنگ کے لیے امریکا کسی بھی قسم کے ٹیکس یا اخراجات ادا کرنے سے مستثنیٰ ہوگا۔ اس آرٹیکل میں یہ قابل شرم نکات بھی شامل کیے گئے ہیں کہ امریکی جہاز، کشتیوں اور گاڑیوں کو

افغانستان میں داخل ہونے ،نقل وحرکت کرنے اور افغانستان سے بلاروک ٹوک اور بلا پوچھ گچھ نکلنے کی مکمل آزادی ہوگی۔ اس آرٹیکل کی ذیلی شق (۴) میں افغانستان کی خودمختاری کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تمام امریکی جہاز ،کشتیاں اور گاڑیاں افغان حکام کے معائنے سے مستثنیٰ ہوں گے۔ امریکی افواج کو افغانستان میں داخلے، وہاں نقل وحرکت اور بلاروک ٹوک نکلنے کی اجازت، نیز امریکی گاڑیاں اور جہازوں کے معائنے کی اجازت افغان حکام کے پاس نہ ہونے کے باوجود جولوگ اس معاہدے کو دوطرفہ معاہدہ قرار دے رہے ہیں، ان شقوں کی موجودگی میں ان کا دعویٰ خودفریبی اور جگ ہنسائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

آرٹیکل (۱۱) میں ٹھیکے داروں سے متعلّق امور زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اس آرٹیکل کی شق (۱) میں کہا گیا ہے کہ زیر استعمال علاقوں میں تعمیرات اور دیگر کاموں کے ٹھیکے امریکی خریداری قوانین کے تحت دیے جائیں گے۔ امریکی خریداری قوانین کے اندر رہتے ہوئے ممکنہ حد تک افغان اشیا کی خریداری کو ترجیح دی جائے گی۔ شق (۲) میں کہا گیا ہے کہ ٹھیکے دار امریکا کے ساتھ لین دین کے وقت دیگر افغان ٹیکسوں سے مستثنیٰ ہوں گے، یعنی تعمیرات اور دیگر کاموں کے سلسلے میں ٹھیکے افغان قوانین کے بجاے امریکی قوانین کے تحت دیے جائیں گے، جب کہ ان ٹھیکوں کی مد میں امریکی ٹھیکے دار ہرطرح کے افغان ٹیکسوں سے بھی مبرا ہوں گے۔ گویا ان تعمیراتی اور ترقیاتی کاموں سے افغانستان کے عوام کو رتی برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ان کا تمام تر فائدہ امریکی کمپنیوں اور خود امریکی حکومت اور بالواسطہ طور پر امریکی عوام کو ہوگا۔

مواصلات اور دیگر سہولیات کے عنوان کے تحت آرٹیکل (۱۲) میں امریکا کو یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ امریکا افغانستان میں مواصلات کا اپنا نیٹ ورک نہ صرف بنا سکے گا بلکہ اسے اس کے استعمال کا بھی بلا روک ٹوک اور بلاشرکت غیرے حق حاصل ہوگا۔ نیز مواصلاتی نیٹ ورک بنانے کے لیے اسے افغان سرزمین مفت استعمال کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ افغان فضا اور زمین کو اپنے مواصلاتی تصرف میں لانے کی امریکا کو اس شق کے ذریعے نہ صرف کھلی چھوٹ دی گئی ہے بلکہ یہ چھوٹ اسے پلیٹ میں رکھ کر مفت بھی پیش کی گئی ہے جو افغانستان کی خودمختاری کے دعوے کے ساتھ ایک اور سنگین مذاق ہے۔

آرٹیکل (۱۳) جو کہ اہل کاروں کی قانونی حیثیت کے بارے میں ہے، میں کہا گیا ہے کہ امریکی اہل کاروں کے خلاف انضباطی کارروائیوں کا مکمل اختیار صرف امریکا کے پاس ہوگا۔ اگر کسی امریکی اہل کار سے افغان سرزمین پر کوئی جرم سرزد ہو جائے تو امریکا متعلقہ قوانین کی روشنی میں خود اس کا ٹرائل کرے گا۔ افغان حکام کی طرف سے کسی بھی امریکی اہل کار کی گرفتاری کی صورت میں متعلقہ سویلین یا فوجی کو امریکی حکام کے حوالے کیا جائے گا، جب کہ معاہدے کے اس آرٹیکل کے تحت افغانستان اور امریکا نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ کسی بھی امریکی فوجی یا سویلین کو کسی بھی بین الاقوامی عدالت، ادارے یا تنظیم کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ ان تمام شرائط کو دیکھتے ہوئے اگر کوئی کہے کہ اس معاہدے میں افغانستان کے مفادات کا خیال بھی رکھا گیا ہے اور امریکا نے اس معاہدے کے ذریعے افغانستان کی خودمختاری کو تسلیم کیا ہے تو ایسا کہنے والے کو اپنی عقل کا علاج کرالینا چاہیے، کیونکہ ان شقوں کی موجودگی میں امریکی فوجی اہل کار اپنے آپ کو نہ صرف ہرطرح کی قانونی گرفت سے مبرا سمجھیں گے بلکہ ایسی صورت میں ان کے ہاتھوں افغان شہریوں کے ساتھ امتیازی اور انتقامی سلوک روزمرہ کا معمول ہوگا۔

آرٹیکل (۱۵) میں افغانستان میں امریکی اہل کاروں کے دخول اور خروج کے حوالے سے شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اس آرٹیکل کے تحت امریکی اہل کار کسی بھی وقت افغانستان میں داخل اور خارج ہو سکتے ہیں۔ ایسا کرتے وقت انھیں کسی ویزے یا پاسپورٹ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ نیز امریکی اہل کار افغانستان میں غیرملکی افراد کی رجسٹریشن قوانین سے بھی مستثنیٰ ہوں گے۔ ویزے اور پاسپورٹ اور غیرملکی افراد کی رجسٹریشن کی شرائط ساقط کر کے امریکا واضح طور پر افغانستان کو اپنی باقاعدہ کالونی ڈکلیئر کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ بعض لوگ اس شق کی روشنی میں افغانستان کو امریکا کی ۵۳ویں ریاست بھی قرار دے سکتے ہیں لیکن ایسا اس لیے نہیں ہے کیونکہ امریکا اس نام نہاد دوطرفہ معاہدے کے ذریعے افغانستان پر تو اپنا حق تسلط تسلیم کروانے میں کامیاب ہوگیا ہے لیکن اس کے بدلے میں نہ تو افغان سرزمین اور نہ ہی افغان عوام کو رتی برابر بھی کوئی اہمیت دی گئی ہے۔

آرٹیکل (۱۶) میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں امریکی استعمال کے لیے برآمد یا درآمد ہونے والی اشیا ہرقسم کے معائنے اور پابندی سے مبرا ہوں گی۔ یعنی امریکا کو یہ کھلی چھوٹ دی گئی